قسط ۳

قرآنِ حکیم ـــــ اور ـــــ تعمیرِ اخلاق

ـــــ (سمیع الحق) ـــــ

★

قرآن حکیم اور قوت شہوانیہ کی اصلاح | قدیم فلسفۂ اخلاق کے علماء کو بھی اعتراف ہے کہ انسانی فطرت میں قوت علمیہ کے بعد قوت شہوت اور قوت غضب دو ایسی قوتیں ہیں جو تمام اخلاق کی بنیاد ہیں۔ ان دونوں صفات کی خوبی بھی ان کا اعتدال میں رکھنا اور برائیوں کی طرف سے ان کا رُخ نیکیوں کی طرف موڑنے میں ہے۔ شہوت نام ہے فطرت انسانی کے امور کی طلب، خواہش اور قوت کا۔ اگر یہ قوت اعتدال میں رہے تو اس سے عفت پیدا ہوتی ہے جس سے آگے چل کر سخاوت، پاک دامنی، پرہیزگاری، شرم و حیا، صبر و شکر، قناعت، بے طمعی، خوش طبعی، جود و بخشش، ترقی مال اور اولاد کی خواہش، جذبہ محنت و جد و جہد وغیرہ اخلاق حسنہ کی شاخیں پھوٹتی ہیں اور اگر اس قوت شہوانی میں افراط و تفریط آجائے تو وہ تہور اور جبن کا ذریعہ بن جاتا ہے، جو بعد میں حرص و طمع اسراف اور بخل، بے شرمی ریا، اوباشی، تملق، حسد، رشک اور بے حیائی وغیرہ اخلاق قبیحہ مختلف شکلوں میں ظاہر ہونے لگتے ہیں۔ امام غزالیؒ نے قوت شہوت کو ایک ظالم اور مطلق العنان حکمران سے تشبیہ دی ہے کہ اگر اسے قانون اور گرفت سے کلیۃً آزاد چھوڑ دیا گیا تو وہ اپنے لوٹ کھسوٹ ظلم تعدی اور فساد کے ذریعہ پورا ملک تباہی کے گڑھے میں پھینک دے گا۔ اور اگر اس کے تمام اختیارات سلب کئے گئے تو ملک کی ترقی میں تعطل اور جمود آجائے گا جس کے نتیجہ میں بدنظمی اور لاقانونیت ظاہر ہو جانے کی ہاں اگر اس کو شریعت عقل اور عقلی قوانین اور فرامین کا پابند بنایا گیا۔ تو وہ اپنی حدود میں رہ کر ملک کو خوشحالی سے ہمکنار کر دے گا۔ اسلام نے انسان کی اس فطری قوت کو نہ تو بالکلیہ زائل کیا کہ جبلی اوصاف اور طبیعتوں کا ازالہ ناممکن ہے جس کی طرف حضورؐ نے اپنے اس ارشاد میں اشارہ فرمایا۔

اذا سمعتم بجبل زال عن مکانہ فصدقوہ واذا سمعتم برجل زال عن خلقہ فلا تصدقوہ۔ (الحدیث)	جب تم سنو کہ کوئی پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق کرو اور اگر سنو کہ کوئی شخص اپنے اخلاق سے ہٹ گیا ہے تو اس کی تصدیق مت کرو۔

ان قوتوں کو ہر قسم کی حدود اور قیودات سے آزاد نہیں چھوڑا گیا۔ بلکہ اس کے استعمال کیلئے صحیح رخ اور جائز محل متعین کر دیا۔ جس فلسفہ اخلاق اور اصلاحی تحریک میں انسان کی فطری قوتوں کا ازالہ یا انہیں سختی سے دبانے کی کوشش کی گئی اس کا نتیجہ سوائے عظیم الشان اخلاقی تباہی کے اور کوئی ظاہر نہ ہو سکا۔ یہودیت، نصرانیت، بدھ مت اور ہندو مت کی مثالیں اور بالخصوص عصر حاضر کے مغربی تمدن کا نمونہ ہمارے سامنے ہے۔ ان میں سے بعض نے تو رہبانیت ترک دنیا، تجرد، نکاح، توالد و تناسل سے احتراز پر زور دیا۔ دنیا کو دین سے الگ کر دیا۔ اور خواہشات نفس پوری کرنے کی جائز صورتیں بھی حرام ٹھہرا دیں۔ زندگی سے فرار، مال و دولت سے بیزاری کے طریقے اختیار کئے گئے اور بعض نے حصول دنیا اور قضائے شہوت ہی کو مقصد زندگی بنا لیا اور اس راہ میں حائل ہونے والی تمام اخلاقی حدود اور رکاوٹوں کو پس پشت ڈال کر انسان کو خوشحال حیوانات کی صف میں کھڑا کر دیا۔ قرآن کریم نے درمیان اور اعتدال کی بہترین راہ نکالی۔ وہ مال و دولت، عورت اور دنیاوی لذائذ کی محبت کو انسان کا فطری تقاضا قرار دیتا ہے۔

زین للناس حب الشہوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذہب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذالک متاع الحیوۃ الدنیا۔ ...	فریفتہ کیا ہے لوگوں کو مرغوب چیزوں کی محبت نے جیسے عورتیں اور بیٹے اور خزانے جمع کئے ہوئے سونے اور چاندی کے اور نشان لگائے ہوئے گھوڑے اور مویشی اور کھیتی سے یہ فائدہ اٹھانا ہے دنیا کی زندگی میں۔

اس حب الشہوات کا خلاصہ بنیادی طور پر دو چیزیں ہیں۔ مال کی محبت اور عورت کی محبت۔ قرآن کریم دونوں میں افراط اور تفریط سے بچنے کی تلقین اور خود اعتدال کی درمیانی راہ متعین کرتا ہے اور جائز و ناجائز حرام و حلال تمام شکلوں کو واضح کرتا ہے۔

حب مال میں اعتدال | وہ دنیا کے حصول اور مال و دولت میں ترقی سے نہیں روکتا۔ بلکہ دنیا کی تمام مادی طاقتوں کو اس کا مسخر اور خادم ظاہر کرتا ہے۔ وہ مال اور دنیا کو آیت ان ترک

خیرون الوصیۃ اور وابتغوا من فضل اللہ میں خیر اور فضل اللہ کا نام دیتا ہے وہ فوجی قوت اور آلات حرب کی تیاری لازم کرتا ہے۔ واعدوا لھم ما استطعتم من قوۃ۔ قرآن کریم کے شارح حضور نے اسلامی عبادات کے بعد مسلمانوں کا سب سے بڑا فرض رزق حلال کمانا قرار دیا۔ (بیہقی)
اور فرمایا کہ دنیا کے تحصیل میں ایسی کوشش کرو کہ گویا تمہیں ہمیشہ دنیا ہی میں رہنا ہے اور آخرت کیلئے ایسی کوشش کرو کہ گویا تمہیں کل ہی دنیا سے جانا ہے۔ اسی نے زراعت۔ تجارت، ملازمت اور سیر فی الارض وغیرہ ہر شکل میں معاش کی راہیں سمجھائیں۔

وجعلنا لکم فیھا معایش۔	ہم نے تمہارے لئے زمین اور آسمان میں سامان رزق رکھا ہے۔
...	
ھو الذی جعل لکم الارض ذلولا فامشوا فی مناکبھا وکلوا من رزقہ۔	وہی ہے جس نے تمہارے آگے زمین کو پست کردیا۔ اب اس کے کندھوں پر چلو پھرو اور کھاؤ اسکی دی ہوئی روزی۔
.....	

قرآن کریم دریافت کرتا ہے کہ کس نے تمہارے اوپر دنیاوی عیش اور متاع لذت اور طیبات کو حرام ٹھہرایا ہے قل من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والطیبات من الرزق۔
پھر دنیا کی نعمتوں سے متمتع ہونے کی اجازت کے ساتھ ساتھ یہ اہتمام بھی کیا کہ انسان اپنی روحانی زندگی اور آخرت کی دائمی مسرتوں کو نگاہوں سے اوجھل نہ ہونے دے جا بجا دنیا کی حقیقت اور بے ثباتی بیان فرمائی کہ انسان اس دنیا کی فانی لذت کو مقصد حیات نہ سمجھ بیٹھے۔ والباقیات الصالحات خیر عند ربک ثوابا وخیر املا

بل تؤثرون الحیٰوۃ الدنیا والاخرۃ خیر وابقی۔	تم حیات دنیوی کو پسند کرتے ہو حالانکہ آخرت بہتر اور پائیدار ہے۔
انما الحیٰوۃ الدنیا لھو ولعب وزینۃ وتفاخر بینکم وتکاثر فی الاموال والاولاد کمثل غیث اعجب الکفار نباتہ ثم یھیج فتراہ مصفرا ثم یکون حطاما وفی الاخرۃ عذاب شدید ومغفرۃ من اللہ ورضوان وما الحیٰوۃ الدنیا الا متاع الغرور۔	جان رکھو دنیاوی زندگی کھیل تماشہ ہے اور آپس کی بڑائی مال اور اولاد بڑھانے کی فکر ہے۔ اسکی حقیقت بارش کیطرح ہے جس کا سبزہ کسانوں کو اچھا لگا۔ پھر کچھ دن بعد وہ سب کچھ زرد اور خشک روندھا ہوا گھاس ہوجاتا ہے۔ اور آخرت میں سخت عذاب بھی اور خدا کی رضامندی بھی۔ اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کا سامان ہے۔

حُبِّ مال میں غلو اور افراط اور پھر اس کے نتیجہ میں جو اخلاقی خرابیاں ظاہر ہو سکتی تھیں آخرت کا لافانی نقشہ سامنے لا کر اس کا علاج فرمایا۔ پھر اس کے ساتھ مال و دولت ذرائع آمد و خرچ اور اس کے استعمال کے تمام جائز اور ناجائز مواقع بیان کئے اور مشتبہات سے احتراز دوسروں کے اموال پر ناجائز قبضہ اور تصرف، لوٹ کھسوٹ، سرقہ، غصب، رشوت، دھوکہ فریب سے بچنے کی تعلیم دی۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل وتدلوا بھا الی الحکام لتاکلوا فریقا من اموال الناس بالاثم وانتم تعلمون۔ ... آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق مت کھاؤ اور نہ لوگوں کے مال کا ایک حصہ گناہ اور ظلم کے طور پر کھانے کیلئے جھوٹے مقدموں کو حاکموں کے پاس لے جایا کرو جبکہ تمہیں اپنے جھوٹ اور ظلم کا علم بھی ہو۔

حدیث میں آیا ہے کہ شہید کے سارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر کسی کا قرض[1] حقوق العباد کی بخشش ناممکن قرار دی گئی، جب تک کہ صاحب حق سے معاف نہ لئے جائیں۔ حضورؐ کا ارشاد ہے کہ مسلمانوں کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں۔ اس کا خون اسکی عزت و آبرو اور اس کا مال۔[2] حضورؐ نے فرمایا رشوت لینے اور دینے والے اور لینے والے اور لکھنے والے سب پر خدا کی لعنت ہے۔[3] خرچ کرنے کی صورت میں بے جا نمود و نمائش تعیش فضول خرچی اور اسراف کی ممانعت کی اور سادہ زندگی پر زور دیا تاکہ اقتصادی زندگی میں توازن قائم رہے۔

۱۔ ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین وکان الشیطان لربہ کفورا۔ — بے جا خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ جو خدا کی نعمتوں کی بے قدری کرنے والا ہے۔

۲۔ والذین اذا انفقوا لم یسرفوا ولم یقتروا وکان بین ذالک قواما۔ ..... — خدا کے خاص بندوں کی ایک خاص صفت یہ ہے کہ وہ خرچ کرتے وقت نہ فضول خرچی کرتے ہیں اور نہ تنگ چشمی بلکہ بیچ کا سیدھا راستہ اختیار کرتے ہیں۔

۳۔ ولا تجعل یدک مغلولۃ الی عنقک ولا تبسطھا کل البسط فتقعد ملوما محسورا۔ — اور نہ رکھ اپنا ہاتھ بندھا ہوا اپنی گردن کیساتھ اور نہ کھول دے اس کو بالکل کھول دینا پھر تو بیٹھ رہے الزام کھایا ہارا ہوا۔ (شیخ الہند)

پھر انفاق و ایثار کے ذریعہ جسکی کچھ تفصیل زکوٰۃ کے عنوان میں گذر چکی ہے۔ مال کو اعلاءِ کلمۃ اللہ غرباء پروری اور حصولِ مرضیات کا وسیلہ بنانا چاہا۔

---

[1] مسلم شریف [2] بخاری عن ابی ہریرۃ [3] ابو داؤد

حب شہوات میں عفت اور عصمت کا لحاظ | حب شہوات میں دوسری بنیادی چیز عورت سے محبت اور تعلق تھا۔ یہاں بھی اسلام نے نہ تو رہبانیت اور مانویت کی طرح تقشف، تجرد اور تبتل کی راہ اختیار کی اور نہ یورپ کے اباحیت زدہ تمدن اور وسط ایشیا کے قدیم مذاہب کی طرح اس خواہش کو کھلی چھوٹ دی۔ عورت جس کی حیثیت پچھلی قوموں میں ذلیل اور قابل نفرت مخلوق کی ہو گئی تھی اور بعض نے اس کی عصمت اور عفت کو سرراہ نیلام کر دیا تھا۔ اسلام نے اسے تحت الثریٰ سے اٹھا کر اوج ثریا تک پہنچا دیا۔ اس کے ساتھ حسن سلوک، پاسداری، نکاح اور تمتع کی تاکید کی۔

۲۔ خلق لکم من انفسکم ازواجاً تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑے پیدا کئے
لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ۔ کہ تم ان کے ہاں سکون حاصل کرو اور تمہارے
...... درمیان خدا نے محبت پیدا کر دی۔

فرمایا ھن لباس لکم وانتم لباس لھن۔ وہ تمہاری لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو۔ ولھن مثل الذی علیھن بالمعروف۔ اور عورتوں کا مردوں پر حق ہے جیسا کہ مردوں کا ان پر ہے اچھے طریقے پر۔ ایک طرف عیسائیت کی راہبانہ تعلیم جس کی اساس ہی ازدواجی زندگی سے فرار پر ہے۔ دوسری طرف حضورؐ کا یہ ارشاد: الدنیا کلھا متاع وخیر متاع الدنیا المرأۃ الصالحۃ[1]۔ پوری دنیا متاع ہے اور بہترین متاع عورت ہے۔ اعتدال کی راہ میں اسلام اور عیسائیت کے اس عظیم تفاوت کو ظاہر کر رہا ہے۔ جب صحابہؓ میں سے بعض نے ترک دنیا اور تجرد اختیار کرنے کی خواہش ظاہر کی تو حضورؐ نے انہیں سختی سے روک کر فرمایا کہ بخدا میں تم سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا ہوں مگر میں کھاتا پیتا بھی ہوں اور شادی بھی کرتا ہوں۔ ایک دفعہ دو صحابہؓ نے ترک اکل حیوانات اور ترک نکاح کا عزم کیا تو آپ نے فرمایا میں تو ان دونوں سے متمتع ہوتا ہوں ایک دوسرے صحابیؓ کو رہبانیت اور تبتل سے روکتے ہوئے فرمایا میں یہودیت اور عیسائیت لیکر دنیا میں نہیں آیا ہوں بلکہ آسان سہل اور روشن حنیفیت لیکر آیا ہوں[2] نکاح توالد اور تناسل کی بار بار رغبت دی اور اسے مختلف مواقع میں اللہ تعالیٰ سے پاک و صاف ملنے[3] رسولوں کی سنت[4] تحفظ عفت یعنی نگاہ کو محفوظ رکھنے اور شہوت[5] کی جگہ کو بچانے کا ذریعہ قرار دیا۔

الغرض شہوت کو اعتدال میں رکھنے نفس کو عفیف بنانے اور بقاء عالم کیلئے توالد و تناسل

۱۔ مسلم باب الوصیۃ بالنساء ۲۔ مسند احمد ج ۵ ص ۲۲۶ ۳۔ مشکوٰۃ باب النکاح
۴۔ بخاری کتاب النکاح ۵۔ بخاری۔

کی غرض سے ازدواجی تعلقات اور خانگی زندگی کی اتنی تاکید فرمائی اور دوسرے طرف اس قوت کی بے اعتدالی کی تمام ناجائز صورتوں کی اس قدر تفصیل سے نشاندھی کی کہ فواحش اور منکرات کا کوئی گوشہ نہ چھوڑا بلکہ فواحش کے محرکات دواعی اور اسباب تک کی ہلاکت آفرینیاں بھی امت مسلمہ پر ظاہر فرمائی گئیں۔

سورۃ نساء میں زنا کو بیک وقت فاحشہ، مقت اور ساء سبیلا کہا گیا یعنی بڑی بے حیائی نہایت نفرت کی بات اور بہت برا طریقہ، اس میں صرف ایک لفظ مقت کائنات کی مرکزی طاقت سے تصادم اور امن وامان کی بربادی پر دلالت کرتا ہے۔ حضورؐ کی زبانی زنا کو شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ کہا گیا[1] دیگر روایات میں زنا کو پوری بستیوں کی ہلاکت[2] کثرت اموات طاعون[3] اور قحط[4] سالی کا سبب بتایا گیا ہے۔ ایک اور موقعہ پر عفت وعصمت کی تاکید کرتے ہوئے اسے جزو نبوت کہا گیا اور عفت کو محفوظ رکھنے پر فلاح دارین اور جنت کی ضمانت دی گئی۔

قرآن کریم میں مرد اور عورت کو نگاہیں نیچی رکھنے شہوت کے مقامات کو تھامنے اپنی زیبائش کی نمائش نہ کرنے اظہار زینت کیلئے پاؤں[5] زمین پر نہ مارنے کی تاکید کی گئی، بری نگاہ اٹھانے بری آواز بری بات کرنے اور دل کے برے ارادوں کو بھی[6] زنا کا نام دیکر برائیوں کے تمام دروازوں کو بند کرنا چاہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ جاہلی بے پردگی مرد اور عورت کے آزادانہ اختلاط، تنہائی کی ملاقات عام گذرگاہوں سے عورت کا خوشبو لگا کر گذرنے کسی کے گھر میں بلا اجازت داخل ہونے پر پابندی لگاتا ہے۔ عورتوں کو بحالت مجبوری پردہ کی اوٹ سے درشت لہجہ[7] میں بات کرنے کی تعلیم اور پاکیزہ اور پاکدامن عورتوں کا آوارہ عورتوں سے امتیاز قائم رکھنے کیلئے انہیں خاص لباس کا حکم دیتا ہے۔ وہ عورتوں کو شوہر کے[8] رشتہ داروں اور مخنث[9] نابینا[10] اور مراہق[11] تک سے اجتناب اور اجنبی عورت کی حالت شوہر[12] کو بیان نہ کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ شریعت غرا کی اس باریک بینی کی ایک مثال یہ ہے۔ کہ وہ مرد اور عورت کو اپنے ہم جنس کی شرمگاہ[13] دیکھنے یا کسی عورت یا مرد کا اپنے ہم جنس کے ساتھ ایک کپڑے اور ایک بستر[14] میں لیٹنے سے بھی منع کرتا ہے۔ جو لوگ کسی کی عفت اور عصمت کو بلا ثبوت افترا اور تہمت کے ذریعہ داغدار کرنا چاہیں قرآن کی نگاہ میں وہ ملعون[15] اور

---

[1] ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸ [2] الجواب الکافی صفحہ ۲۲ [3] مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۹ [4] الجواب الکافی ص ۵۶

[5] مشکوٰۃ وغیرہ [6] نور [7] ترمذی ج ۱ ص ۱۸۶ [8] ترمذی ج ۱ ص ۱۴۵ [9] جمع الفوائد ج ۱ ص ۲۸۹

[10] [11] مسند احمد [12] مسند احمد وابن [13] ابو داؤد۔

تعزیر کے لائق ہیں، زنا اور اس کے دواعی کا اتنا شدید روک تھام کرنے کے ساتھ وہ دوسرے تمام غیر فطری راستوں سے شہوت کی تکمیل کو بھی نہایت مبغوض اور بدترین فاحشہ اور اس کے مرتکب کو قتل یا لعنت خداوندی کا مستحق سمجھتا ہے۔

من وجد تموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول بہ [۱] — تم نے کسی کو قوم لوط کا عمل کرتے دیکھا تو فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کر ڈالو۔

تکمیل شہوت کی ایک اور قبیح شکل پر سخت وعید فرماتے ہیں:

من اتی بھیمۃ فاقتلوہ ... [۲] — جس نے چوپایہ سے اپنی شہوت پوری کی اسے قتل کر ڈالو۔

الناکح بالید ملعون [۳] — ہاتھ سے شہوت پوری کرنے والا ملعون ہے۔

غرض استلذاذ بالنفس، استلذاذ بالمثل اور استلذاذ بالجنس کی کوئی غیر فطری اور قبیح اخلاقی برائی نہیں جس پر اسلامی تعلیمات میں تنبیہ نہ فرمائی گئی ہو۔ اور قوت شہوت کو بے لگام چھوڑ دیا گیا ہو۔ اسلام نے اپنی جامع تعلیمات کے ذریعہ قوت شہوت کو استے حکیمانہ انداز سے اعتدال میں لاکر ہزاروں اخلاقی برائیوں کی جڑ اکھاڑ پھینک دی، جس کا علاج رہبانیت، نفس کشی، ریاضتوں، غیر فطری مشقتوں کے ذریعہ مشکل تھا۔ اس لئے حضورؐ نے فرمایا: لا رھبانیۃ فی الاسلام [۴]۔ اسلام میں کوئی رہبانیت نہیں ــــ دوسرے موقع پر ارشاد فرمایا: رھبانیۃ ھذہ الامۃ الجہاد فی سبیل اللہ [۵] اس وقت کی رہبانیت جہاد ہے ــــ حضرت ابن عمرؓ نے عمر بھر روزہ رکھنے کا عہد کیا تو بلا کر سمجھایا کہ تمہارے اوپر تمہاری آنکھ اور تمہاری بیوی کا بھی حق ہے۔ غرض سختی سے قوت شہوت کو ناجائز طریقوں سے مٹانے کی مخالفت کی اور فرمایا کہ تشدد اور نفس پر ظلم کے ان طور طریقوں نے اوروں کو بھی سختی میں ڈال دیا تھا۔

لا تشددوا علی انفسکم فیشدد اللہ علیکم فان قوماً شددوا فشدد اللہ علیھم فتلک بقایاھم فی الصوامع والدیار [۶] — اپنے اوپر سختی مت کرو ورنہ اللہ بھی تم پر سختی کرنے لگے گا۔ تم میں سے پہلے ایک گروہ نے یہ طریقے اختیار کئے تو اللہ نے بھی انہیں سخت پکڑ لیا۔ اب ان کی نشانیاں ان راہب خانوں اور کنیوں میں دیکھ لو۔

---

۱ ترمذی ص۱۷۵ ۲ جمع الفوائد ص ۳۸۹ ج ۱ ۳ ۴ مسند احمد ۵ مسند احمد و ابی یعلی ۶ ابوداؤد

افراط شہوانی کے شرمناک نتائج | قوت شہوت کے تفریط کی کچھ مثالیں رہبانیت کے ضمن میں آچکی ہیں۔ اسکی افراط اور قلب و دماغ پہ اس کے تسلط کے جو اندوہناک اور شرمناک نتائج رونما ہوسکتے ہیں اسکی مثالیں صفحات تاریخ میں رومی تہذیب و تمدن اور اب عصر حاضر کی لادینی مغربی تہذیب یا پھر اشتراکی تمدن کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں، مغربی تہذیب نے اس بارہ میں رومی تہذیب کو اپنا امام بنایا جس کا خلاصہ بقول ڈاکٹر ڈریپر یہ تھا کہ "انسان کو چاہیے کہ زندگی کو ایک سلسلۃ العیش بنائے" یہی عیش کوشی اور مادہ پرستی آج یورپ کا مذہب بن چکی ہے۔ بقول ایک مشہور مصنف اس مذہب کا عقیدہ یہ ہے کہ "نیکی اور اخلاق نام ہے عملی فائدوں کا اس مذہب میں معیار کامیابی محض مادی کامیابی ہے۔ اس کے ذہنی نظام میں اللہ کی کوئی جگہ نہیں۔ زرپرستی اور نفس پروری اس کا اول و آخر مذہب اور مقصد حیات ہے۔ اور وہ ٹھیک من اتخذ الٰہہ ھواہ کی روشن مثال بن چکی ہے۔ اسلام نے سچائی اور خوبیوں کا اساس لاالٰہ الا اللہ کو بنایا تھا۔ تو یورپ نے لاالٰہ الا المعدۃ والمادۃ کو اپنا کلمہ بنایا۔ انسان کے دل و دماغ پر مادی نقطۂ نظر اور حیوانی شہوات کے استیلاء کے عملی نمونے اشتراکیت کے امام کارل مارکس اور انسان کا رشتہ چوپایوں اور بندروں سے ملانے والے ڈاروِن کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ ترقی یافتہ جانور ہونے کے اس احساس نے اسے عریاں اور حلال و حرام کے امتیاز سے بے فکر کر دیا ہے۔ اس تہذیب کے نتیجہ میں اخلاقی انحطاط اور انسانی تنزل کا وہ منظر سامنے آیا ہے جسکی نظیر تاریخ میں مشکل سے مل سکتی ہے۔ رزائل اخلاق سے نفرت تو کیا اسے فطرت، ضمیر اور اخلاق حدود میں لایا جا رہا ہے۔ پوری قوم زرپرستی اور شہوت پرستی کے جذبہ میں مغلوب ہو کر زنا، شراب نوشی، ہم جنس پرستی، لواطت، چوری، ڈاکہ، غصب اور فساد کے سیلاب میں بہہ رہی ہے۔ اور اس اباحت مطلقہ اور انسانیت سوز جرائم کی ہزارہا ہزار رپورٹیں آئے دن اخبارات میں آتی رہتی ہیں۔ انگلینڈ اور اس کی تقلید میں کینیڈا کی پارلیمنٹوں میں لواطت اور ہم جنس پرستی کی قراردادوں کی جوش و خروش سے منظوری اس بے راہروی کی واضح مثال ہے اور یورپ کے فکری تنزل کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس شرمناک فاحشہ کو دلائل اور مباحثوں سے موافق فطرت اور جائز فطری تقاضا کی تعمیل ثابت کرانے کی کوشش ہو رہی ہے۔ پھر وہاں اخلاقی اقدار میں یہ تبدیلی اتنی تیزی سے ہو رہی ہے کہ تھوڑے سے عرصہ قبل ۱۸۱۲ء میں فرانس نے ایک قانون کے ذریعہ اسے قابل قتل جرم قرار دیا تھا۔ امریکہ جیسے "مہذب" ملک کا حال صرف ایک خبر سے لگایا جاسکتا ہے۔ (۱۰ اپریل (پ پ ا + اف پ) امریکہ

کے ہم جنسیت پرستوں کی ایک انجمن نے آج دعویٰ کیا ہے کہ امریکہ کا ہر چوتھا شخص "ہم جنسیت" کا شکار اور شائق ہے۔ امریکی فوج سے ہم جنسیت پرستوں کو نکالنے کی حامی کمیٹی سے مذکورہ انجمن نے کہا ہے کہ امریکی فوج میں ایک کروڑ ستر لاکھ ہم جنسیت پرست ہیں اور ان میں بڑی تعداد ان لوگوں کی ہے۔ جو ویت نام کی جنگ میں حصہ لینے کے خواہاں ہیں اگر سب کو فوج سے نکال دیا گیا تو پیچھے کیا رہ جائے گا لیکن امریکی قانون کی رو سے تمام لوطیوں کو فوج سے برطرف کیا جانا چاہیے۔ انجمن کے سربراہ مسٹر ڈونلڈ سلیٹر نے کہا ہے کہ اس قانون کو تبدیل کرانے کیلئے گذشتہ فروری کے دوران کنساس میں ہونے والی کانفرنس میں ہم جنسیت پرستوں کی پندرہ تنظیموں نے ایک مہم شروع کرنے کا متفقہ فیصلہ کیا۔ مذکورہ انجمن عنقریب ایسے پمفلٹ شائع کرے گی جن میں عوام سے اپیل کی جائے گی کہ وہ صدر جانسن پر زور ڈالیں کہ ان کی حکومت ہم جنسیت پرستوں کے خلاف کارروائیاں بند کر دے ـــــ ـــــ (روزنامہ جنگ ۲۰ اپریل ۱۹۶۶ء)

یہی حال زناکاری کا ہے۔ ایک تازہ جائزہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صرف برطانیہ میں چودہ لاکھ صرف وہ حرامی بچے ہیں جنکی عمر ۱۶، ۱۷ سال سے متجاوز ہے۔ ہر سال حرامی بچوں کی پیداوار ستر ہزار ہے۔ اور اوسطاً ہر چودھواں شخص حرامی ہے۔ ایک رپورٹ ۱۹۲۳ء کے مطابق نوے فیصد امریکی زنا اور ستر لاکھ افراد لواطت میں مبتلا ہیں۔ اور اب یہ تعداد جدیدہ ٹائم کے مطابق صرف سکول کے طلبہ اور طالبات میں پچاس فیصد سے ساٹھ فیصد تک پہنچ گئی ہے۔ اسقاط حمل اور برتھ کنٹرول کے ہزارہا مراحل سے چکمہ دیکر۔ امریکہ میں ایک سال ۱۹۵۷ء میں سترہ سال کے قریب عمر کی غیر شادی شدہ لڑکیوں سے ۴۴ ہزار ناجائز بچے پیدا ہوئے ایک اور رپورٹ کے مطابق ان لڑکیوں میں بیشتر ہائی اور جونیئر سکول کی بچیاں تھیں جن میں سے سب سے چھوٹی بچی بارہ سال کی تھی۔ امریکہ کے ایک فاضل رپورٹ نگار نے بڑی محنت اور تفتیش کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ۱۹۶۶ء میں امریکہ کا ہر ساتواں بچہ حرامی اور اس صدی کے اختتام تک ہر پانچواں بچہ ناجائز تعلق کا نتیجہ ہوگا۔

امریکہ میں دیگر جرائم میں صرف پانچ سال (۱۹۶۰ء تا ۱۹۶۵ء) میں ۴۶ فیصد اضافہ ہوا جبکہ آبادی صرف آٹھ فیصد بڑھی۔ اس فحاشی کے نتیجہ میں آتشک اور سوزاک کے مریضوں کی تعداد کروڑوں تک پہنچ چکی ہے۔ کنسے رپورٹ کے مطابق شادی شدہ عورتوں اور مردوں کی اکثریت دوران ازدواج بھی دوسروں سے اختلاط کر رہی ہے۔ فرانس اور جرمنی وغیرہ میں مادرزاد برہنوں کے کلب تیزی سے قائم ہو رہے ہیں۔ ۱۹۲۹ء میں صرف جرمنی میں اس کے ارکان کی تعداد چالیس ہزار تک

پہنچ چکی تھی ۱۹۲۵ء میں صرف ایک نیو یارک شہر میں بازاری عورتیں پچپن لاکھ چالیس ہزار سات سو مردوں کے ہاتھ اپنی متاع عصمت فروخت کر چکیں شہوت رانی کی اس بے تحاشہ بھوک کا نتیجہ شہوانی جنون کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اور شہوت رانی کیلئے مرد اور ہم جنس تو کیا حیوانات تک کی تمیز باقی نہیں۔

ہائیڈ پارک وغیرہ کے قریب ایسے کتاخانے قائم ہیں جن میں کتوں کو سدھایا جاتا ہے اور مردوں کے علاوہ صنف نسواں کے اعلیٰ گھرانے ان سے اپنی خبیث خواہشات پورا کرواتے ہیں۔ دیگر تعیشات اور زر و زن کی شہوت پرستی کا بھی یہی حال ہے۔ صرف امریکہ شراب نوشی پر سالانہ نو ارب پندرہ کروڑ ڈالر خرچ کرتا ہے۔ پوری دنیا جوئے بازی پر سالانہ ایک سو تئیس ارب اور سگریٹ نوشی پر ہر سال پچاس ارب باون کروڑ کی رقم خرچ کرتی ہے۔ برطانیہ کا سالانہ تفریحی خرچ ایک ارب باون کروڑ پونڈ ہے۔ حرص مال کی وجہ سے چوری، لوٹ اور ڈاکوں کی بھی یہی رفتار ہے۔ بعض شہروں میں تقریباً ہر منٹ میں ایک موٹر چوری ہوتی ہے۔ ۱۹۶۵ء میں امریکہ میں کاروں اور دوسری چوریوں میں جو لوگ ماخوذ ہوئے ان میں سے آدھی تعداد گیارہ سے ستر سال کی تھی ----

چوری جیسی اخلاقی گراوٹ کا شکار صرف نچلا طبقہ نہیں بلکہ بڑے طبقہ کا بھی یہی حال ہے۔ ملکہ الزبتھ کی صرف ایک دعوت میں کئی ہزار برتن چوری ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ اس تقریب کے تمام شرکاء "شرفاء" اور "معززین" ہی ہوں گے۔ اس جوع البقری، وحشیانہ اور حیوانی جذبات کے نتیجہ میں پوری قوم تدبیر منزل کی بربادی، طلاق کی کثرت، آتشک، سوزاک، جنون، فتور عقل، قلبی امراض اور اعصابی تباہیوں میں مبتلا ہو گئی ہے۔ اور پورا معاشرہ شہوات کی بھٹی میں جل رہا ہے۔

دنیا کے سب سے بڑے ماہر امراض قلب اردن ایچ گیپ کی تحقیق میں دل کی تمام بیماریاں تباہ کن ذہنی الجھنوں اور ناجائز خواہشات کی بھرمار کی وجہ سے پیدا ہو رہی ہیں۔ نفسیات کے مشہور عالم پروفیسر ینگ نے زندگی بھر کے تجربہ کی روشنی میں کہا کہ تمام روئے زمین کے تمام متمدن ممالک کے جتنے نفسیاتی مریضوں سے مجھے ملنے کا اتفاق ہوا۔۔۔ ان میں سے ہر شخص کی بیماری یہ تھی کہ اس نے وہ چیز کھو دی تھی جو کہ مذہب ہر دور میں اپنے پیروؤں کو دیتا رہا ہے۔ ان مریضوں سے کوئی اس وقت تک شفایاب نہ ہو سکا جب تک اس نے اپنا مذہبی تصور دوبارہ نہ پا لیا۔ اخلاق اور تصور آخرت سے خالی زندگی کا ایک ہولناک نتیجہ وہ ہے جو یورپ اور دیگر متمدن ملکوں میں خودکشی کی بڑھتی ہوئی تعداد کی صورت میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اور لاکھوں کی تعداد میں لوگ اپنے ہاتھوں موت

کی آغوش میں چلے جا رہے ہیں۔ اور افسوس کہ اس خدا بیزار تہذیب اور قوت شہوت کی بیدردی سے استعمال کے شوق میں آج پوری اسلامی دنیا بھی اس اخلاقی اور جسمانی و روحانی ہلاکت کی طرف دوڑتی چلی جا رہی ہے — ظهر الفساد فی البر والبحر بما کسبت ایدی الناس۔ اور بقول اقبال ؒ

فساد قلب و نظر ہے فرنگ کی تہذیب کہ روح اس مدنیت کی رہ سکی نہ عفیف
رہے نہ روح میں پاکیزگی تو ہے ناپید ضمیر پاک و خیال بلند و ذوق لطیف

قوت غضبیہ کی اصلاح | انسان کے اخلاق کا تیسرا سرچشمہ قوت غضب ہے، یعنی طبیعت کو ناگوار اور نامناسب امور پیش آنے پر اسکی مدافعت کی طاقت، قوت شہوت کی طرح شریعت نے اسے بھی اعتدال میں رکھا جس کا ثمرہ شجاعت جیسی بہترین کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، جو خودداری، دلیری، حق گوئی، بلند ہمتی، استقلال، استقامت، وقار، صبر و سکون، مطالبۂ حق اور جہاد جیسی خوبیوں کی بنیاد ہے۔ اس کا افراط تہور یعنی غرور، نخوت، سنگدلی، خود پرستی، تکبر، ظلم، قتل نفس ہے اور تفریط ذلت پسندی، خساست، بزدلی، خوف اور دناءت جیسے اخلاق ذمیمہ ہیں۔ دیگر مذاہب میں اس قوت کے ساتھ بھی میانہ روی اور اعتدال کا معاملہ نہیں کیا گیا تھا۔ شریعت موسوی پر عدل یعنی قانون، سزا اور انتقام کا سایہ چھایا ہوا تھا، اور شریعت عیسوی پر عفو و احسان کا — یعنی ہر ناگوار حالت کو خاموشی سے برداشت کیا جائے — حضرت عیسیٰؑ کی یہ نصیحت انجیل میں موجود ہے کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ مارے تو دوسرا گال اس کے سامنے کر دو۔ گوتم بدھ اور گاندھی کے فلسفۂ عدم تشدد پر بھی اسی وصف کا غلبہ تھا۔ موسوی شریعت پر تشدد کا رنگ غالب ہوا اور آج کی تورات میں بھی بنی اسرائیل کا عورتوں اور بچوں تک کو گرفتار کرنے ان کی آبادیوں کو جلانے اور حضرت موسیٰؑ کو تمام عورتوں کے زندہ چھوڑنے پر غصہ کرنے اور مقابل کے تمام بچوں اور عورتوں کو قتل کرنے کے احکام موجود ہیں۔[۱]

قرآن کریم نے قوت غضب کو افراط و تفریط سے ہٹا کر شجاعت کے نقطۂ اعتدال پر مرکوز کر دیا اس نے عدل (قانون) کے ساتھ احسان (عفو و کرم) کو جمع کر کے شریعت موسیٰ اور شریعت عیسیٰؑ دونوں کی خوبیوں کو اپنے اندر سمیٹ کر اس قوت غضبانی کو قبائلی خانہ جنگی، جاہلانہ جذبۂ انتقام، ظلم اور باہمی حقوق کی پامالی، قتل و قتال کی بجائے اعلاء کلمۃ اللہ، جہاد، مظلوم کی حمایت اور نفس کی

---

[۱] تورات، باب ۳۱ درس ۶ تا ۳۵

سرکوبی کیطرف پھیر دیا اور اب اس کا معرف ہوس ملک گیری، لوگوں کو محکوم بنانا، اور ان کا مال و عزت لوٹنا نہیں رہا بلکہ عالم کا تمام شر و فساد سے خالی کرنا اور اپنے نفس کو آلائشوں سے پاک و صاف کرنا ہوگیا اس کے نزدیک مسلمان دشمنوں کے مقابلہ میں سراسر غضب، شدت اور اپنوں کیلئے سراپا رحمت و راحت ہے۔ مومنین کا وصف اشدّاء علی الکفار رحماء بینھم اور اذلۃ علی المومنین واعزۃ علی الکافرین۔ ہے۔ سختی کی جگہ نرمی اور شدت کی جگہ احسان اور عفو اختیار کرنا فطرت انسانی اور حکمت ربانی کے خلاف ہے وہ ایسے مواقع پر غلظت اور سختی کی تلقین کرتا ہے۔

یاایھا النبی جاھد الکفار والمنٰفقین واغلظ علیھم ومأواھم جہنم۔	اے پیغمبر! ان کافروں اور منافقوں سے جہاد کر اور ان پر سختی کر انکی جائے پناہ دوزخ ہے۔
یاایھا الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ولیجدوا فیکم غلظۃ۔	اے مومنو! ان کافروں سے جہاد کرو جو تمہارے ہم سرحد ہیں اور چاہئے کہ وہ تمہارے اندر سختی پائیں۔

اور یہ کفار اس وجہ سے اس سختی کے مستحق ہیں کہ ان کے ظلم و فساد اور اخلاقی اور اعتقادی خرابیوں کی وجہ سے دنیا شر سے بھر گئی ہے

اُذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا۔	کفار اس سختی اور جہاد کا مصرف اس وقت تک ہیں جب تک وہ ایمان نہ لائیں۔

حضورؐ کا ارشاد ہے:

اُمرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ واذا قالوا عصموا منی دماءھم واموالھم۔	مجھے لڑنے کا حکم ہے۔ اور جب ایمان لائیں تو ان کا خون اور مال محفوظ ہو جائے گا۔

پھر اس سختی کے استعمال اور عین جہاد کی حالت میں بھی اخلاق فاضلہ رحمدلی شفقت علی الخلق کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا۔ عورتوں نابالغ بچوں اور مریضوں، عبادت خانوں میں بیٹھے ہوئے راہبوں اور اسلحہ رکھنے والوں کو قتل کرنے سے منع کر دیا۔۔۔ عمارتوں کی بربادی، کھیتوں کا جلانا، مردوں کی تحقیر، اور ان کے مُثلہ بنانے سے روک دیا۔ دشمن کے اسیروں اور زخمیوں سے حسن سلوک کی تلقین کی جسکی بہترین مثالیں غزوات بدر اور فتح مکہ کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ قرآن کریم کے بیشمار

مقامات میں دشمن کے ساتھ حسن سلوک کی تلقین موجود ہے۔ اور جنگ کے بعد زیر معاہدہ اقوام کی پوری حفاظت و رعایت کی تاکید کی گئی ہے۔

اور جہاد کی کامیابی کا راز بھی بہترین اخلاق ثابت قدمی اللہ تعالیٰ کے استحضار اطاعت و انقیاد، اتحاد و اتفاق صبر پر مداومت اور تکبر غرور سے احتراز کو بتایا گیا ہے۔

یا ایھا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ	اے ایمان والو! جب تم کسی فوج سے مقابلہ کرو
فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرا لعلکم	تو ثابت قدم رہو اور اللہ کو بہت یاد کرو تاکہ
تفلحون واطیعوا اللہ ورسولہ	تم کامیاب ہو جاؤ اور اللہ اور اس کے رسول
ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب	کا حکم مانو اور آپس میں مت جھگڑو۔ پس نامرد ہو
ریحکم واصبروا ان اللہ	جاؤ گے اور ہوا اکھڑ جائے گی تمہاری اور صبر
مع الصابرین۔	کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس غلظت اور شدت کا مقصد یورپ جیسی ہوس ملک گیری اور استعماری عزائم کی تکمیل نہیں بلکہ مسلمانوں کے سفیر ربعی بن عامرؓ کے الفاظ میں یہ ہے کہ "لوگوں کو بندوں کی غلامی سے نکال کر ایک اللہ کی بندگی دنیا کی تنگی سے رہائی دیکر اسکی وسعت کی طرف اور مذہب کے جور وستم سے نجات دیکر اسلام کے عدل و انصاف کی طرف لایا جائے"[1] قوت غضب کا رخ خارجی دشمن کے علاوہ اندرونی دشمن کیطرف بھی موڑ دیا گیا نفس انسانی جو سرکشی اور خرابی کا سرچشمہ ہے، اسلام نے اس کے مقابلہ اور مقاومت کو جہاد اکبر قرار دیا۔ حضورؐ نے فرمایا:

ان اعدی عدوک نفسک التی	تیرا بدترین دشمن تیرا نفس ہے، جو تمہارے
بین جنبیک۔	پہلو میں ہے۔

فرمایا پہلوانی یہ ہے کہ اپنے نفس کو غضب کے وقت قابو میں رکھا جائے۔

لیس الشدید بالصرعۃ انما	دوسروں کو پچھاڑنا پہلوانی نہیں، پہلوان وہ
الشدید من یملک نفسہ	ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو تھام
عند الغضب۔	ہے۔

ان خارجی اور داخلی دشمنوں کے علاوہ برناجائز محل میں اس قوت کی غلط استعمال اور اس کو برانگیختہ کرنے

---

[1] البدایۃ والنہایۃ

والے تمام اسباب کا سختی سے سدباب کرکے ہر قسم کے ظلم و فساد و قتل و خونریزی کو حرام قرار دیا گیا۔

ومن یقتل مومناً متعمداً فجزائہ	جو شخص جان بوجھ کر کسی کو ناحق قتل کرے
جہنم خالداً فیھا وغضب اللہ	اسکی سزا جہنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا۔ اور
علیہ ولعنہٗ واعدّ لہٗ عذاباً الیما ۔	اس پر اللہ کا غضب اور لعنت ہوگی اور خدا

نے اس کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہے ۔

کسی کا ناحق قتل ساری دنیا کی تباہی کے برابر ہے ۔

ومن قتل نفساً بغیر نفس اوفساد	اور جو شخص کسی کو قتل اور فساد کرنے کے بغیر جان
فی الارض فکانما قتل الناس جمیعا و	سے مار ڈالے تو گویا اس نے تمام انسانوں کا
من احیاھا فکانّما احیا الناس جمیعا	خون کیا اور جو کسی مسلمان کی جان بچائے گا تو گویا
	اس نے تمام مسلمانوں کی جان بچائی ۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی روایت میں ہے کہ اگر کسی مسلمان کے قتل میں بالفرض آسمان و زمین کی تمام مخلوق شریک ہو جائے تو خدا سب کو دوزخ میں ڈال دے گا ۔

اوروں کے علاوہ اپنا نفس قتل کرنا بھی حرام اور جہنم جانے کا مستحق جرم ہے ۔ بخاری شریف میں حضورؐ سے روایت ہے کہ اگر کسی نے اپنے آپ کو پہاڑ سے گرانے یا زہر کھانے یا خنجر وغیرہ سے قتل کیا تو اسے جہنم میں ڈال دیگا ۔ اور وہ ہمیشہ اسی اذیت ناک حالت میں مبتلا رہے گا ۔ ہر اس چیز کو حرام کر دیا گیا جس سے غضب انسانی بھڑکتا اور لوگوں پر ظلم و فساد کی نوبت آتی ہو ___ مسلمانوں کو دوسروں کی ہتک آمیزی اور آبرو ریزی سے منع کرتے ہوئے ان تمام اسباب کا قلع قمع کیا جو آگے چل کر باہمی فساد اور معاشرہ کی بربادی کا باعث ہو۔

یاایھا الذین اٰمنوا لایسخر قوم من	اے ایمان والو! لوگ ایک دوسرے کا تمسخر نہ کریں
قوم عسٰی ان یکونوا خیراً منھم	شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور نہ عورتیں دوسری
ولا نساء من نساء عسٰی ان یکن	عورتوں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے اور عیب
خیراً منھن ولا تلمزوا انفسکم ولا	نہ لگاؤ ایک دوسرے پر، اور ایک دوسرے کو چڑانے
تنابزوا بالالقاب بئس الاسم	کے لئے نام نہ ڈالو برا نام ہے گنہگاری ایمان
الفسوق بعد الایمان ومن لم	لانے کے بعد اور جو لوگ توبہ نہ کریں پس وہی
یتب فاولٰئک ھم الظالمون ۔	لوگ ظالم ہیں ۔

سوء ظن غیبت تجسس کسی کی برائیاں ڈھونڈنا سب حرام ہے۔

یاایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیراً من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ ان اللہ تواب رحیم۔ ......

اے ایمان والو! بہت بدگمانی سے بچتے رہو بعض بدگمانیاں گناہ ہیں۔ اور بھید مت ٹٹولو اور ایک دوسرے کی پیٹھ پیچھے برا مت کہو۔ بھلا تم میں سے کسی کو اچھا لگتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے۔ تم اسے برا سمجھوگے اور ڈرتے رہو اللہ سے بیشک اللہ معاف کرنے والا مہربان ہے۔

گالی گلوچ خواہ کافروں اور ان کے معبودات باطلہ کو کیوں نہ ہو ناجائز ہے۔

ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم۔

تم کفار کے بتوں اور معبودات باطلہ کو گالی مت دو ورنہ وہ اللہ کو بغیر علم کے برا کہنے لگیں گے۔

احادیث میں حضورؐ نے مردوں اور اسیطرح دن رات چاند سورج وغیرہ جمادات ونباتات کو گالی دینے سے بھی منع فرمایا۔ اصلاح معاشرہ اور اخلاق قبیحہ سے بچنے کیلئے مذکورہ آیات کی تعلیمات کو حضور اقدس نے ایک جامع ارشاد میں اس طرح جمع فرمادیا ہے جس کا خلاصہ یہی ہے کہ دوسرے کا مال، عزت، جان اور آبرو سب حرام ہیں۔

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث ولا تجسسوا ولا تنافسوا ولا تحاسدوا ولا تباغضوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا کما امرکم اللہ المسلم اخو المسلم کل المسلم علی المسلم حرام دمہ وعرضہ ومالہ ان اللہ لا ینظر الی اجسادکم ولا الی صورکم واعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم (صحاح ستہ)

تم بدگمانی سے بچتے رہو۔ بدگمانی بہت بری اور جھوٹی بات ہے۔ کسی کا بھید مت ٹٹولو اور کسی مسلمان کا مقابلہ مت کرو۔ اور آپس میں حسد اور بغض مت رکھو اور مسلمانوں سے روگردانی مت کرو اللہ کے بندے ہوکر آپس میں بھائی بھائی بن کر رہو جیسے اللہ کا حکم ہو۔ ہر مسلمان دوسرے کا بھائی ہے ہر ایک پر دوسرے مسلمان کا خون مال اور عزت وآبرو حرام ہے۔ اللہ تعالی تمہاری ظاہری شکل وشباہت جسم اور اعمال کو نہیں بلکہ وہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے۔

قوت غضبیہ کو ابھارنے والے تمام اسباب کا تدارک کیا گیا، تکبر فتنوں کی جڑ ہے۔ قرآن کریم متکبر کو راندۂ درگاہ

اور مبغوض قرار دیتا ہے۔ ان اللہ لا یحب کل مختال فخور۔ اللہ تعالیٰ اپنے کو دوسرے مسلمان سے اونچا سمجھنے والے اور بڑائیاں جتلانے والے کو ناپسند کرتا ہے۔ اسی طرح جھوٹ اور چغلی قوت غضبیہ کے ابھارنے کا سبب بن جاتی ہے۔ اسلام اور قرآن نے دونوں پر سخت وعید فرمائی ہے۔

اس کے مقابلہ میں قوت غضبیہ میں موجودہ اقوام یورپ کی بے اعتدالی اور افراط کے ہولناک نتائج ہمارے سامنے ہیں۔ صرف ایک لڑائی جنگ عظیم میں اتحادی طاقتوں کی کل فوج چار کروڑ اکیس لاکھ اٹھاسی ہزار آٹھ سو دس میں سے اکاون لاکھ ستاون ہزار تین سو پندرہ انسان قتل ایک کروڑ اٹھائیس لاکھ اکتیس ہزار چار افراد زخمی، اکتالیس لاکھ اکتالیس ہزار نوے افراد قیدی اور لاپتہ ہوگئے۔ اتحادیوں کی حریف طاقتوں کی کل فوج میں چون لاکھ چار ہزار چار سو ستتر افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ مجموعی طور پر تین کروڑ چار لاکھ ننانوے ہزار تین سو افراد جنگی تباہی کا شکار ہوئے جس کا حاصل یہ نکلتا ہے ۶۷،۵ فیصد ہلاکت زدہ ہوئے۔ ڈاکٹر ازمنسٹر مغربی جرمنی کی رپورٹ کے مطابق گذشتہ جنگ عظیم میں ساڑھے چھ کروڑ افراد مقتول و مجروح ہوئے اس جنگ میں جو دولت صرف ہوئی اگر وہ اس وقت کی ڈھائی ارب پوری انسانی آبادی پر تقسیم کردی جاتی تو فی کس ڈھائی سو ماہوار کے حساب سے پوری دنیا کیلئے ایک سو سال تک کافی ہوتی۔ کوریا کی معمولی لڑائی میں پچاس لاکھ مرد و عورتیں اور بچے ہلاک ہوئے۔ جنگ عظیم کے دوران صرف ایک ایٹم بم سے پورے ہیروشیما کی آبادی تودۂ خاک بن گئی جس نے ہر چیز کو جلا دیا اور سو میل تک اس کے اثرات پھیل گئے۔ قوت غضبانی کے افراط کا نتیجہ ہے۔ کہ آج امریکہ کی ہوس ملک گیری کے ہاتھوں پورا ویت نام بھی جل رہا ہے۔ ہر سال اربوں روپیہ انسانی بربادی پر بلاوجہ ضائع ہو رہا ہے۔ ایک اندازہ کے مطابق امریکہ ہر ماہ ۲۰ ملین یعنی ۲۲ ہزار ملین ڈالر اس جنگ پر خرچ کر رہا ہے اور ایک شخص کے قتل پر بعض اوقات اسے ۲۰ لاکھ روپے خرچ کرنے پڑتے ہیں یہ تو امریکہ سے باہر کی حالت ہے۔ خود امریکہ کے اندر قتل و قتال اور ظلم و بربریت کی حالت بھی اس سے کم نہیں۔ اس کا اندازہ اس تازہ ترین رپورٹ سے ہو سکتا ہے۔ کہ ۱۹۰۰ء سے لیکر اب تک ساڑھے سات لاکھ امریکن خود ایک دوسرے کی گولیوں کا نشانہ بن چکے ہیں۔ امریکہ میں اوسطاً ہر سال سترہ ہزار شہری گولیاں کھا کر دم توڑ دیتے ہیں، یعنی پچاس افراد یومیہ۔ اور دوسرے حساب سے ہر آدھ گھنٹے میں ایک قتل ہوتا ہے۔ ۱۸۶۵ء سے اب تک امریکہ کے ۱۱ میں سے سات صدروں کو قتل کرنے کی کوشش کی گئی ہے ——۔

(باقی آئندہ)